فارسی متن: منشی اعتصام الدین

ترجمہ: چوہدری محب اللہ سندیلوی

اٹھارہویں صدی میں یورپ کی مذہبی حالت
ایک بنگالی سیاح کی نظر میں

[برصغیر پاکستان وہند کے جن مسلمانوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ابتدائی عہدِ اقتدار میں یورپی ممالک کا سفر کیا، اور پھر اپنی یادداشتوں کو کتابی شکل دی، ان میں موضع تاج پور ضلع ندیا (بنگال) کے منشی اعتصام الدین بن شیخ تاج الدین کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔ منشی اعتصام الدین کی زندگی کے بارے میں زیادہ تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔ جنگ پلاسی (۱۷۵۷ء) میں سراج الدولہ کی شکست کے بعد جب میر جعفر کو بنگال کا نواب بنایا گیا تو وہ میر جعفر کے ہاں ملازم تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو دو سال کے اندر اندر میر جعفر کو ہٹا کر اس کے داماد میر قاسم کو نواب کی گدّی پر بٹھانا پڑا۔ (۱۷۶۰ء) میر قاسم کی ایسٹ انڈیا کمپنی سے نہ بن سکی۔ منشی اعتصام الدین کی ہمدردیاں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ رہیں اور وہ میر قاسم کے خلاف نبرد آزما رہا۔ بعد ازاں اعتصام الدین نے اپنی قسمت شاہ عالم ثانی (۱۷۵۹ء-۱۸۰۶ء) سے وابستہ کرلی اور جب ۱۷۶۷ء میں شاہ عالم ثانی نے کیپٹن سونٹن (Cap. Swinton) کو ایک خط دے کر شاہ انگلستان جارج سوم کے پاس لندن روانہ کیا تو اعتصام الدین اس کے ساتھ بطور منشی شریک سفر تھا۔ وہ دونوں ۹ شعبان ۱۱۸۰ھ/ جنوری ۱۷۶۷ء کو ہگلی سے روانہ ہوئے اور اعتصام الدین پونے تین سال بعد ۱۱۸۲ھ/ ۱۷۶۹ء کو واپس بنگال آیا۔ منشی اعتصام الدین نے اپنے سفر اور قیامِ انگلستان کی یادداشتوں کو ۱۷۸۴ء میں "شگرف نامۂ ولایت" کے نام سے مرتّب کیا۔ "ڈکشنری آف انڈین بیاگرافی" کے مرتّب نے "شگرف نامۂ ولایت" کو ہندوستان کی "مقبول عام کتاب" قرار دیا ہے۔[1] اور اُس کی رائے میں مؤلف نے "اپنے مشاہدات نقل کرنے میں احتیاط اور محنت سے کام لیا ہے۔"[2]

"شگرف نامۂ ولایت" کا ملخّص انگریزی ترجمہ جیمس الیگزینڈر نے ۱۸۲۷ء میں لندن سے شائع کیا تھا۔[3] مگر اصل فارسی متن شاید تاحال شائع نہیں ہوسکا۔[4] اُردو ترجمہ چوہدری محب اللہ سندیلوی (م ۱۹۵۲ء) سے یادگار ہے جو مفتی انتظام اللہ شہابی کے "ابتدائیے" کے ساتھ سہ ماہی "بصائر" (کراچی)

بابت اپریل ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا ہے۔

منشی اعتصام الدین نے انگلستان اور فرانس کی مذہبی زندگی اور مسیحیت کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے، مذکورہ بالا اُردو ترجمے سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اٹھارہویں صدی کے آخری ربع میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک وفادار مسلمان کس طرح سوچتا تھا۔ مدیر

حواشی

۱۔ "شگرف نامۂ ولایت" کے متعدد قلمی نسخوں کی موجودگی سے اِس رائے کی توثیق ہوتی ہے۔ پاکستان کے کتب خانوں میں محفوظ قلمی نسخوں کے لیے دیکھیے: احمد منزوی، فہرست مشترک نسخہ ہائی خطی فارسی پاکستان، جلد دہم، اسلام آباد: مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان (۱۹۸۸ء)، ص ۵۷-۵۸

2. C. A. Buckland, Dictionary of Indian Biography, Lahore: al - Biruni (1975), p. 218
3. Charles Ricu, Catalogue of the Persian Manuscripts in the British Museum, London (1879), Vol. I, p. 283.

۴۔ افضل العلماء محمد یوسف کوکن نے لکھا ہے کہ مدراس یونیورسٹی کے سابق صدر شعبہ عربی و فارسی، مولانا ابوہاشم سیّد یوشع نے "شگرف نامۂ ولایت" مرتّب کیا تھا۔ [Arabic and Persian in Carnatic, 1710 - 1960, Madras (1974), pp 572 - 573]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال اور اہل یورپ کے مذہبی عقائد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک مدت تک خلافت ان کے شاگردوں میں رہی اور جو کتاب کہ اس وقت قوم نصاریٰ میں رائج ہے اس کو حواریوں نے مرتّب کیا ہے۔ یہ لوگ شام وغیرہ میں پھیل گئے اور جس قوم پر حکومت پائی اس کو عیسائی بنالیا۔ ان کے انتقال کے بعد پادریوں کے رایوں میں اختلاف پیدا ہوا اور بڑی بڑی تاویلیں ہونے لگیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بارہ اور اکثر کہتے ہیں کہ سولہ پادریوں کے فرقے امام اور مجتہد وقت بن گئے اور قوموں کو اپنا ہم خیال بنا کر اپنے عقائد میں لے آئے۔ اس وقت ہر مذہب میں تفرقہ پڑا، اس کی تشریح مولویٔ معنوی یعنی مولانا روم علیہ الرحمہ نے اپنی مثنوی شریف میں کی ہے۔ اگرچہ مجھ کو اپنی کم علمی کی وجہ سے امور مذاہب سے واقفیت نہیں ہے۔ لیکن میں نے جو کچھ انگریزوں سے سنا یا انجیل کے ترجمہ سے معلوم کیا اس کو مختصراً بیان کیے دیتا ہوں۔

قوم نصاریٰ کا انگریزوں کو چھوڑ کر اصل ایمان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ حضرت مریم نے ان کو بلا شوہر کے پیدا کیا۔ لیکن انگریزوں کا یہ ایمان نہیں ہے کہ کیونکہ اللہ برتر کی ذات احد، صمد، لم یلد ولم یولد اور وہ بے چگون و بیچ گوں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کیسے کہہ سکتے ہیں لیکن ان کا اعتقاد اور ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالی نے بے حد مہربانی سے ان کو بیٹا کہہ کر ان سب نبیوں اور پیغمبروں سے ممتاز کر دیا ہے۔ جب ان کو یہودیوں نے سولی دی، ان کا جسم پاک قبر سے چوتھے آسمان پر گیا اور تین روز کے بعد بموجب اس وعدہ کے جو آپ نے اپنے حواریوں سے کیا تھا، آپ نے نزول فرمایا اور قبر پر بیٹھ کر شمعون اور دیگر معتقدین سے ملاقات کر کے وصیت کی کہ میرا وجود بطن حضرت مریم میں پڑا۔ اتر نا دنیا میں، اتنے مصائب برداشت کرنا اور قوم یہود کے ہاتھوں سے سولی پانا، یہ سب قیامت کے دن خلقت کی بخشائش کے لیے تھا۔ میری مظلومی تمام گنہ گاروں کی بخشائش کا ذریعہ ہوگی۔ اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اگر کوئی حیلہ و فریب سے پیغمبر کہلانا چاہے تو وہ نعوذ باللہ جھوٹا ہوگا اور اس پر اعتقاد نہ کرنا چاہیے۔ میں دوسری مرتبہ قریب زمانہ قیامت کے دنیا میں آؤں گا۔ اس وقت آفتاب مغرب سے نکل کر مشرق میں غروب ہوگا۔ اسی زمانہ میں ایک مخلوق میرا دین تسلیم کرے گی اور دین و مذہب کا کچھ اختلاف باقی نہ رہے گا۔ ایسی ہی باتوں کو خلاصۃ الکلام اور ارکان ایمان جانتے ہیں۔ آپ کی حیات میں سوا بارہ کے کوئی ایمان نہ لایا تھا۔ آپ کی رحلت کے بعد وہ حواری اطراف ممالک روم و شام وغیرہ میں دینداری کی تعلیم میں مصروف ہوئے۔ اسی پر اہل یورپ دین عیسوی رکھتے ہیں۔ نصاریٰ کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شہر ناصرہ میں قریب بیت المقدس کے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کو اور ان کی قوم اور امّت کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ قوم ارمنی جو قدیم زمانہ میں ملک ارمن متعلق فارس میں رہتی تھی اور اسی دین میں وہاں موجود ہے، ان کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عقائد میں تھوڑا اختلاف ہے اور چونکہ ان کا کوئی بادشاہ نہیں ہے، لہٰذا اہل فرنگ ان کو ہیچ اور پوچ خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دراصل قوم ارمنی غلام زاد ہیں اور ملک روم اور فارس میں بادشاہ کی رعایا ہیں اور اہل اسلام کو خراج اور ٹیکس دیتے ہیں۔ قوم یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امّت ہیں اور اس وقت تک اپنے مذہب پر قائم ہیں اور ممالک عرب، روم اور شام وغیرہ میں شاہان اسلام کو ٹیکس دیتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طرح طرح کی تکلیف پہنچا کر آخر کار سولی پر چڑھایا اس لیے وہ ہر قوم کی نگاہ میں ذلیل و خوار ہیں اور سب قوم نصاریٰ ان کے خون کی پیاسی ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ انگلستان جائیں تو ان کو جان کا خطرہ ہے۔ اگر نصاریٰ ان کو پا جائیں تو زندہ جلا دیں۔ مگر انگریز جن کا مذہب صلح کل ہے اور کسی مذہب اور رواج میں دخل نہیں دیتے ہیں، وہ ایسے نہیں ہیں۔ یہاں چند یہودی دیکھنے میں آئے جو امّت فروشی کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آٹھ سو سال بعد جمال باکمال خاتم النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلمت کدہ خاکی کو اپنے نور سے منوّر فرمایا اور اسلام کا جھنڈا بلند کیا۔

انگریزوں کا مذہب، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر بحث، حرام و حلال غذا

انگریزوں نے کھانے کی تقسیم حلال و حرام پر نہیں کی ہے بلکہ طب کے قاعدہ سے نفع و ضرر کی بناء پر کی ہے۔ ان کے مجتہدین اور علماء نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرتبہ پر کتاب لکھتے وقت یہ لکھا ہے کہ حضرت نے تبلیغ کے وقت یہ فرما دیا ہے کہ جو چیزیں توریت اور انجیل میں حلال قرار دی گئیں ہیں، ان ہی کو کھانا چاہیے اور توریت برحق ہے اور مکرّر فرمایا کہ اگر زمین اور آسمان بھی مٹ جائے گا، تب بھی توریت نہیں مٹے گی، وہ برحق ہے اور اس کے احکام برحق ہیں، اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ اس معاملہ میں انجیل میں کچھ اضافہ نہیں ہوا ہے اور کچھ بھی توریت سے کم زیادہ نہیں ہے۔ مکرّر یہ کہ جب آپ ایک روز شہر ناصرہ سے ایک گاؤں میں تشریف لے جا رہے تھے اور حواری بھی آپ کے ہمراہ تھے اور ہاتھ منہ اور پاؤں دھو کر گیہوں اور دوسری چیزیں کھانے لگے، اس وقت علماء یہود نے جو ہر طرح پر حضرت کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ گستاخانہ برتاؤ اور جھگڑے کیا کرتے تھے، یہ اعتراض کیا کہ آپ ہر وقت دوسروں کو تو برابر یہ ہدایت کرتے رہتے ہیں کہ توریت کے احکام پر عمل کرو، حالانکہ آپ کے ملازم ہاتھ پاؤں دھو کر کھانا کھا رہے ہیں اور کھانے کے بعد بھی ہاتھ منہ دھوتے ہیں، یہ تو بالکل توریت کے احکام کے خلاف ہیں۔ اس کو آپ کیوں جائز رکھتے ہیں اور اپنے قول کے خلاف فعل کراتے ہیں۔ چونکہ آپ کو یہودیوں کی جہالت اور کم سمجھی پر ملال تھا، اس لیے آپ نے نہایت غصّہ میں فرمایا کہ بعض چیزیں چھوٹی منہیات ہیں جن کا کرنا یا نہ کرنا برابر ہے، ان سے بندوں پر مواخذہ اور عذابِ الٰہیٰ نہ ہوگا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور اس کی چیزوں کو انسان کی آسائش اور معاش کا ذریعہ بنایا ہے اس لیے جس چیز کو جس طرح کھائے پیے اور جو چیز حلق سے اتر جائے وہی حلال ہے اور جو منہ سے نکل پڑے وہ حرام - منہ سے باتیں جھوٹ اور جھوٹی گواہی نکلتی ہے، لوگ ان سب باتوں کو آسان جانتے ہیں اور فروعات کو مشکل خیال کرتے ہیں۔ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ایک روز آپ نے ایک گاؤں میں قیام فرمایا۔ وہاں کے باشندوں نے آپ کا امتحان لینے کے لیے ایک بڑا پیالہ شراب سے بھرا ہوا آپ کے سامنے پیش کیا، آپ کے معجزہ سے اس شراب کا رنگ مثل دودھ سفید ہوگیا۔ اس میں سے تھوڑا آپ نے پیا اور بقیہ ان کے حوالہ کر دیا کہ جس شخص میں اتنی قدرت ہے کہ شراب کو دودھ بنا دے، اس کے لیے شراب حلال ہے۔ قوم نصاریٰ نے اس روایت کی بناء پر شراب اور سور کے گوشت کو جائز رکھا۔ کسی چیز کے حرام حلال کا خیال نہیں کرتے ہیں۔ جو دل میں آیا کھا پی لیتے ہیں، مگر مضر چیز کو نہیں کھاتے ہیں اور جس چیز میں نفع ہوتا ہے اس کے کھانے میں مضائقہ نہیں جانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ پیشاب پاخانہ صرف اس وجہ سے دھوڈالنا چاہیے کہ کپڑے کو میلا کرتا ہے۔ یہ کیا ضروری ہے کہ جب وہ بھر جائے تو غسل کیا جائے اور اس کے بھرنے سے کھانا پینا اور نماز روزہ درست نہیں

ہے۔ وہ تو ایک ظاہری غلاظت ہے، اس کو صاف کر ڈالنا چاہیے۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے ہوش سنبھال کر بڑھاپے تک کبھی نہ تو شراب پی ہے اور نہ سوَر کا گوشت کھایا ہے اور بموجب احکامِ توریت کے حرام حلال کی تمیز رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے احکامِ توریت کو بحال فرمایا ہے، اس لیے ان احکام پر عمل کرنا چاہیے۔

احقر نے ولایت میں انجیل کا ترجمہ نقل کیا اور اس کے مطلب کو سمجھا۔ القصہ تمام نصاریٰ اصل دین اور ایمان میں متفق ہیں لیکن انگریزوں کو بعض میں اس سے بہت اختلاف ہے۔ چنانچہ ان سب کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ خدا کے بیٹے ہیں۔ مگر انگریز یہ کہتے ہیں کہ خدا نے بیٹے کا خطاب صرف محبت کے طور پر دیا ہے جیسے کہ اور پیغمبروں میں سے کسی کو خلیل اور کلیم کا خطاب دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کا خطاب دیا جو سب سے بہتر ہے اور سب نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم کو خدا کا شریک مان کر ان دونوں کی مورتیں بنا کر گرجوں میں رکھ کر اہل ہنود کی طرح سجدہ کرتے ہیں، مگر انگریز اس طریقہ کو بُرا جانتے ہیں اور ان کے برعکس اپنے گرجوں کو تصویروں اور مورتوں سے پاک رکھ کر خدا کو وحدہ لاشریک مان کر اس کی عبادت کرتے ہیں۔

حالات فرانس

ملک فرانس میں میں نے یہ دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن ایک عورت کو حاملہ عورت کی طرح بی بی مریم بنا کر لاتے ہیں اور جس طرح بچہ پیدا ہوتا ہے، اسی طرح ایک مورت خون آلود نکالتے ہیں اور بڑی خوشی مناتے ہیں اور خوب گانا بجانا، ناچنا کودنا ہوتا ہے۔ اس بت کو لا کر اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ فرانس، پرتگال اور اسپین وغیرہ میں بہت مورتیں ہیں۔ اگر ان ملکوں میں کوئی مسلمان جا کر اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اس کو آگ میں جلا دیتے ہیں لیکن انگریز ایسا نہیں کرتے۔ اگر کوئی مسلمان ان کے ملک میں مسجد بھی تعمیر کرے اور شعائر اسلامی ظاہری طور پر ادا کرے تو وہ کسی طرح کا اعتراض نہ کریں گے کیونکہ وہ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود پر عمل کرتے ہیں۔ فرانس میں پادری --- مالدار ہیں۔ وہاں یہ رسم ہے کہ ہر وہ مرد عورت جو کسی قسم کا گناہ کر کے آتا ہے اور سال میں ایک مرتبہ پادری کے سامنے کل گناہ بیان کر دیتا ہے اور اپنی حیثیت کے موافق نذرانہ پیش کر دیتا ہے تو پادری اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اس پر انگریز ہنستے ہیں کہ یہ کیسی گمراہی اور نادانی ہے جو وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ خداوند کریم مالک حشر و نشر دنیا میں ان --- پادریوں کے ذریعے سے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اس طرح کے مختلف عجیب و غریب عقائد ہیں جو احاطۂ بیان سے باہر ہیں اور ان کو دیکھ کر

عقل حیران ہوتی ہے۔ قصّہ مختصر یہ کہ فرانس کے پادری--- دنیا والوں کو گمراہ کرتے ہیں اور خوب مال و دولت کماتے ہیں۔ چالیس سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ فرانس کے عقلمند اور ہوشیار بادشاہ نے تمام [غلط کار] پادریوں کے قتل کا حکم جاری کر دیا۔ اس وقت ایک لاکھ کئی ہزار پادری قتل کیے گئے اور ان کی دولت ضبط کر لی گئی۔ مگر وہ پادری جو پارسا تھے وہ بچ گئے۔ انگریز ان نصاریٰ کے اعتقاد اور رسوم پسند نہیں کرتے ہیں بلکہ زیادہ تر مخالفت کرتے ہیں، اور نہ مذکورہ طریقوں کو چھوڑ کر اور باتوں میں دوسری قوموں سے بہتر ہیں۔ کاش کہ وہ قرآن مجید اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کو برحق مانتے تو دینِ اسلام کے بہت قریب ہو جاتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنی انجیل میں محمد ﷺ کی نبوّت کا ذکر دیکھتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔ اس پر مسلمان کہتے ہیں کہ اصل کتاب انجیل گم ہو گئی تھی اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے بعد حواریوں میں سے چار شخص ۱۔ متی ۲۔ جان ۳ سموئل [کذا] ۴۔ لوک نے اپنی اپنی یادداشت سے ایک ایک کتاب تیار کر کے اس کا نام انجیل رکھ دیا اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کی بشارت کا حال چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وعظ میں فرمایا ہے کہ ایک دولت مند نے مزدوروں کو ایک دام روزانہ لگا کر اپنے باغ کو درست کرنے کے لیے بھیج دیا تھا۔ دو گھنٹہ دن گزرنے کے بعد اس نے دیکھا کہ راستہ میں دوسرے مزدور کھڑے ہیں۔ ان سے دریافت کیا کہ تم کیوں کھڑے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ دیر سے پہنچے، اس لیے مزدوری نہیں لگی۔ اس نے کہا کہ میرے باغ میں جا کر کام کرو، شام کو ایک ایک دام مزدوری ملے گی۔ جب شام ہوئی تو سب مزدور اس کے پاس مزدوری مانگنے گئے اور جو لوگ صبح سے گئے تھے، انہوں نے عذر کیا کہ ہم لوگ صبح سے محنت کرتے تھے اور دھوپ میں جلتے تھے۔ آپ نے ہمارے برابر ان کو بھی مزدوری دی جو دو گھنٹہ بعد کام پر گئے تھے۔ مالک دام نے کہا کہ تم سے ایک دام کا اقرار کیا گیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! اس پر اس نے کہا کہ میں نے اپنا اقرار پورا کر دیا اور میں اپنے مال کے نفع و نقصان کا ذمہ دار ہوں۔ اسی طرح اللہ کے سامنے بھی ہو گا کہ بہت سے بعد کے آنے والے اگلوں سے آگے نکل جائیں گے۔ مسلمان اپنا شمار بعد کو آنے والوں میں کرتے ہیں، اس لیے کہ ان کے پیغمبر سب کے بعد آئے اور ان کو یقین ہے کہ وہی سب سے آگے رہیں گے۔ انگریز کہتے ہیں کہ چار مشہور کتابیں ہیں جن کو پیغمبر نے بنایا اور لکھا ہے۔ ان کو آسمانی کتابیں اور صحیفے کیسے کہا جائے کیونکہ اللہ نے کتاب آسمان سے نہیں اتاری ہے اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے خدا کی زبان میں کلمات ادا کیے تو ان کو کس نے دیکھا اور کس نے سنا ہے۔ ان ظاہری اور قوی دلیلوں کو ہم کیسے رد کر دیں اور روایتوں پر اعتقاد کر لیں۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر پیغمبر نے اپنی عقل کے مطابق اپنی قوم کی ہدایت کے واسطے جو طریقے بہتر خیال کیے، وہ ایک کتاب کی صورت میں لکھ دیے۔ چنانچہ زبور حضرت داوٗد علیہ السلام نے، توریت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا ہے۔ اگرچہ قرآن شریف اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین پر ایمان نہیں رکھتے ہیں لیکن ان کی شریعت کی بڑی تعریف کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و دانش خوب حاصل کی تھی کہ اپنے دین و مذہب کے طریقے ایسے اچھے مقرر کیے ہیں۔ لیکن ان میں صرف یہی بات تھی کہ وہ اور پیغمبروں کی طرح صرف وعظ و پند دے کر خاموش نہیں رہتے تھے اور خدا سے دعا کر کے عذاب نہیں نازل کرا دیتے تھے، بلکہ جدال وقتال بھی کرتے تھے۔ ایک روز کپتان سونٹن نے مجھ سے یہی بحث چھیڑ دی۔ میں نے جواب دیا کہ جب اللہ نے پیغمبروں کو بھیج کر یہ دیکھ لیا کہ لوگوں پر وعظوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا ہے اور پیغمبروں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے ہیں۔ اس کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر بنا کر مکّہ میں پیدا کیا۔ آپ نے شروع شروع میں کس قدر محنت اور جانفشانی سے پندو نصائح کیے مگر کوئی کارگر نہ ہؤوئے۔ آخر کار اب قوم قریش سے ذلتیں اٹھانے لگے۔ جب ذلّت و خواری حد سے گزر گئی تو آپ اس قوم کی صلاح سے مایوس ہو گئے اور مجبوراً اپنی ذلت و خواری کی فریاد جناب باری سے کی۔ خداوند کریم نے جو جبّار و قہّار بھی ہے، اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کے دشمنوں پر ظفریاب فرمایا۔ اسی وجہ سے ہمارے پیغمبر صاحب کی لڑائیاں حکم خدا سے تھیں نہ کہ اپنی طبیعت سے۔

قصبہ بردوان

میں جب ولایت سے قصبہ بردوان پہونچا تو اسی طرح کی بحث مسٹر جانکرام سے ہو گئی۔ وہ منشی صدر الدین اور منشی میر سراج الدین سے ہمیشہ بحثیں کیا کرتا تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا انکار کیا کرتا تھا، لیکن اس کو کافی شافی جواب نہیں ملتا تھا۔ ایک رات کو جبکہ ان لوگوں میں اسی طرح کا مباحثہ ہو رہا تھا، مسٹر جانکرام نے مضحکہ اڑایا اور ہنسنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت سے انکار کرنے لگا۔ اسی اثناء میں میں پہنچ گیا۔ وہاں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ مسلمانوں کا اس پر بڑا اعتقاد ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہشت میں چلے جائیں گے۔ یہ بات بالکل خلاف عقل ہے۔ علاوہ اس کے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر ہی نہیں مانتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے پیغمبروں کی طرح کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ صرف اتنا ضرور کیا کہ کبوتروں کو بلا کر جنگلوں اور پہاڑوں پر چھوڑ دیتے تھے۔ جس وقت لوگ معجزہ دیکھنا چاہتے تھے تو آپ پہاڑ پر جاتے تھے اور مٹھی باندھ کر کبوتروں کو دکھاتے تھے اور بلاتے تھے، کبوتر یہ سمجھ کر کہ آپ دانہ دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور کندھوں پر بیٹھ جاتے تھے۔ اس وقت آپ یہ فرماتے تھے کہ دیکھو! میں پیغمبر خدا ہوں کیونکہ پرند میرے حکم سے حاضر ہو جاتے ہیں۔ منشی صاحبان مذکور اپنے پیغمبر کی توہین پر حیران ہو کر بموجب احوال پیغمبر و تواریخ کے ویسا ہی جواب دیتے تھے جیسا کہ مسلمانوں کو دیا جاتا ہے کہ خداوند کریم نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

محمد ﷺ بے شک پیغمبر آخرالزمان اور شافع روز محشر ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں۔ واقعہ شق القمر، عصر کی نماز ادا کرنے کے واسطے آفتاب کو پھر سے نکالنا، درخت کا چلنا اور سنگریزوں کا گواہی دینا وغیرہ وغیرہ بہت معجزہ حضور ﷺ کی شان میں پیش کرتے تھے لیکن جو شخص کہ قرآن شریف ہی کا قائل نہ ہو، اس کے سامنے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اور رسول للہ کا یہ ارشاد ہے بالکل فضول معلوم ہوتا ہے۔

مسٹر جانکرام ان باتوں پر ہنستا تھا اور سر ہلاتا تھا اور کہتا تھا کہ جب میں تمہارے قرآن شریف ہی کو نہیں مانتا تو یہ تمہاری باتیں کس طرح مان سکتا ہوں۔ اس وقت میں نے سامنے آکر یہ کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی اس بارے میں کچھ عرض کروں۔ یہ سن کر سب میری طرف متوجہ ہو گئے۔ میں نے کہا کہ ترجمہ انجیل کا اور دوسری تواریخیں پڑھ کر میں نے یہ معلوم کیا کہ سب پیغمبروں نے طرح طرح کے معجزات دکھائے ہیں لیکن ان کی طرف پھر بھی لوگ متوجہ نہ ہوئے اور قوموں کے ہاتھوں کن کن مصائب اور کون کون سے صدمات کو برداشت نہیں کیا۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کے معجزوں میں مردہ کا زندہ کرنا، اندھوں کی آنکھوں میں روشنی دینا، بیماروں کو اچھا کرنا وغیرہ تھا۔ علاوہ ان کے اور بھی ایسے ہی مشہور معجزات اس قدر دکھائے کہ جن کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ آپ کے معجزوں کی تعداد ہر ایک پیغمبر کے معجزوں کی تعداد سے زیادہ تھی۔ باوجود ان خصوصیات کے سوا بارہ حواریوں کے آپ پر اور کوئی بھی ایمان نہیں لایا۔ اور انجیل میں ہے کہ آپ کو کون کون تکالیف ایسی تھیں جو نہیں پہنچائی گئیں۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ سولی دے دی گئی۔ اسی طرح ہمارے پیغمبر صاحب نے بہت معجزہ دکھائے مگر قوم قریش کے شریر لوگوں نے حضور کو بڑی تکلیف پہنچائی۔ آخر کار اللہ کے حکم سے جدال و قتال کی نوبت آئی۔ اس پر بھی اکثر لوگوں نے نافرمانی کی اور بعض ایمان لے آئے۔ سب باتیں بیان کرنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ دنیا فتنہ انگیز اور اشرار طبع ہستیوں سے کسی وقت خالی نہیں رہی۔ بعض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھیں اور بعض ہمارے پیغمبر صاحب کے زمانہ میں تھیں اور اس وقت بھی ہیں۔ اگر ان میں سے کچھ حضور ﷺ کو نہیں مانتے تو میں کیا کروں، میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سب مذہبوں کی حقیقت کھول دے گا۔

اس جواب سے جانکرام بہت پیچ و تاب کھا کر خاموش ہو گئے اور منشی صاحبان بلا رخصت ہوئے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو اپنے مکان لے گئے اور میری بڑی تعریف کی اور کہا کہ ہم سے تو اس قسم کا جواب کبھی نہیں بنتا۔ انہوں نے بڑے اشتیاق سے انجیل کے ترجمہ کی نقل مجھ سے لے لی۔ اس تاریخ سے مسٹر جانکرام نے دین ومذہب کی بحث منشی صاحبان سے کبھی نہیں کی۔

انگریزوں کی ریاضت، زہد و عبادت، نماز مناجات اور نماز نہ پڑھنے کے بہانے

ان ممالک میں تقویٰ، عبادت و ریاضت کا رواج بہت کم ہے بلکہ ایک روز خاص اس کے لیے مقرر کر دیا ہے۔ اتوار کے دن دیہات اور قصبوں کے مرد اور عورتیں گرجوں میں نماز پڑھنے جاتے ہیں اور اکثر شہر والے بھی جاتے ہیں۔ بعض لوگ اس کو فضول سمجھتے ہیں، اگر کسی کو اور کوئی کام ہوتا ہے تو اس کو نماز پر ترجیح دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ خداوند کریم نے چھ دن میں زمین و آسمان اور تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے اور ساتواں روز آرام کے واسطے بنایا ہے، اس لیے اتوار کو کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔ اس دن صرف عبادت میں مشغول رہنا چاہیے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ چھ روز کام کرو اور ساتویں روز عبادت میں مشغول رہو۔ نماز اس طرح پڑھتے ہیں کہ مرد اور عورتیں گرجے میں جمع ہوتے ہیں۔ ہر شخص سر جھکا کر ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر بیٹھ جاتا ہے۔ ان کا پیر و مرشد یعنی پادری انجیل پڑھتا ہے۔ دوسرے حضرات سب مل کر خوش الحانی سے خوب گاتے ہیں اور آمین کہتے ہیں۔ قوم فرانس کے پادری نماز کے آخر میں یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہم کو دن کا کھانا دے اور ہم کو رات کا کھانا بھی دے۔ مگر انگریز یہ طریقہ پسند نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب کا رزق لکھ دیا ہے، اس لیے اس کے لیے دعا مانگنے کی کیا حاجت ہے، لیکن کھانے کے بعد اس کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے کیونکہ اگر نماز صرف کھانا طلب کرنے کے لیے ہو تو ایسی نماز سے کیا فائدہ ہوگا۔

اہلِ فرانس وغیرہ اتوار اور بدھ کو روزہ رکھتے ہیں۔ علاوہ دودھ اور چاول کے شراب، گوشت اور روٹی وغیرہ نہیں کھاتے۔

انگریز روزہ اور ریاضت سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ خداوند کریم نے انسان کو صرف دنیوی آرائش کے لیے پیدا کیا ہے کہ عمدہ عمدہ عمارتیں تیار کرے، زراعت کرے، ایجادات کرے، صنعت دکھائے۔ علم و ہنر حاصل کرے جس سے عقل اور سمجھ میں ترقی ہو، اس سے معاش حاصل کرے اور اپنی ریاست اور ملک کی حفاظت بخوبی کرے۔ اللہ کا شکر ادا کرے اور روزنامچہ میں درج کرتا رہے کہ آج کیا کام کیا اور کل کیا کروں گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جَو جَو کا حساب لے گا کہ تو دنیا میں اتنے دن رہا تو نے کیا کیا کام کیے۔ اس لیے لوگ جنہوں نے دنیا میں سوا کھانے اور سونے کے کچھ کام نہیں کیا ہے اور کاہلی اختیار کی ہے وہ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ ایسی حالت میں اگر سب لوگ نماز، روزہ اور ریاضت میں مصروف ہو جائیں تو وہ فاقہ کشی کی وجہ سے کمزور ہو جائیں گے۔ نہ توان سے کوئی محنت کا کام ہوگا اور نہ بھاری بوجھ اٹھا سکیں گے، وہ بڑی بڑی مہم انجام دینے سے قاصر رہیں گے۔ اعضاء انسانی کمزور اور بیمار پڑ جائیں گے اور دنیا کے کاموں میں کوتاہی ہوگی۔ ان میں دشمنوں کو دفع کرنے کی قوت نہ رہے گی بلکہ ان کا لشکر ان کو کچل دے گا۔ تمام مخلوق ایک پریشانی اور ابتری میں پڑ

جائے گی۔ یہ سب معاملات ہندوستان کے حسب حال ہیں کہ بجائے ریاضت اور عبادت کے سب لوگ عیش و عیاشی میں پڑ گئے ہیں۔ امراء دولت مند بالکل آرام طلب ہو گئے ہیں اور انتظام سلطنت میں خرابی آ گئی ہے۔ یہ سب حالت محمد شاہ بادشاہ کی بدولت پیدا ہو گئی۔ کیونکہ رعیت اپنے بادشاہ کے دین پر چلا کرتی ہے۔ ورنہ ان کے پیشتر کے بادشاہ بابر شاہ کے شروع زمانہ سے اور جلال الدین اکبر شاہ سے محی الدین اورنگ زیب کے عہد حکومت تک ملک ہندوستان کے انتظام کی رونق، ملک گیری کی دھوم، بادشاہوں اور امراء عالیشان کی دینداری اور انصاف کے طور طریقے اس قدر مشہور ہیں کہ ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ انگریز جیسا کہ لکھا گیا ہے اپنے دین و مذہب پر مستقل ہیں لیکن دوسرے ملک والوں کی طرح بلا سمجھے ہوئے کسی بات پر اعتقاد نہیں کرتے۔ چونکہ انگریزی شریعت کا زور ہے اس لیے اس سے ظاہراً اختلاف نہیں کرتے۔ چونکہ وہ عقل کو بزرگوں کے قول و فعل پر ترجیح دیتے ہیں، اس لیے بہت سے لوگ دہریہ ہو گئے ہیں اور حشر و نشر، عذاب و ثواب، بہشت و دوزخ کے قائل نہیں ہیں بلکہ اللہ پر بھی اعتقاد نہیں رکھتے۔ کہتے ہیں کہ دنیا اور سب چیزیں خود بخود پیدا ہو گئیں اور مرد اور عورتیں درختوں کے پتوں کی طرح نکلتے ہیں، سوکھتے ہیں، گرتے ہیں اور پھر پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل پر بھی ایمان نہیں رکھتے۔ کہتے ہیں کہ وہ بھی آدمی ہیں اور ہم بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ نعوذ باللہ